10843 ـ بدعت و شرك كے متعلق مثالوں كے ساتھ مفيد تفصيل

سوال

كيا بدعت و شرك كے مرتكب لوگوں كو مسلمان كا نام دينا ممكن ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اس سوال كى دو شقيں ہيں:

پہلى شق:

بدعت.

دوسرى شق:

شرك.

پہلى شق يا مبحث:

اس كے تين جزء ہيں:

1 ـ بدعت كا ضابط اور اصول.

2 ـ بدعت كى اقسام.

3 ـ بدعت كے مرتكب كا حكم آيا وہ كافر ہے يا نہيں ؟

پہلا جزء:

بدعت كى تعريف اور ضابط:

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" بدعت کی شرعی تعریف یہ ہے کہ: اللہ کی عبادت اس کے ساتھ کی جائے جسے اللہ نے مشروع نہیں کیا.

اور اگر چاہیں تو آپ اس طرح کہہ سکتے ہیں:

اس طرح عبادت کرنا جس طریقہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نہ تھے "

چنانچہ پہلی تعریف درج ذیل فرمان باری تعالی سے ماخوذ ہے:

کیا انہوں نے کوئی ایسے شریك بھی بنا رکھے ہیں جو ان کے لیے دین کی احکام مشروع کرتے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی .

اور دوسری تعریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے ماخوذ ہے:

" تم میری اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین المھدیین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھامے رکھو اور نئے نئے امور سے اجتناب کرو "

اس لیے ہر وہ شخص جس نے کسی ایسی چیز کے ساتھ اللہ کی عبادت کی جسے اللہ نے مشروع نہیں کیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نہ تھے، اور نہ ہی خلفاء راشدین اس پر تھے وہ شخص بدعتی ہے، چاہے وہ تعبد اللہ کے اسماء یا صفات سے متعلق ہو یا پھر اس کے احکام شرع کے.

لیکن عادی امور جو عادات اور عرف کے تابع ہوتے ہیں انہیں دین میں بدعت کا نام نہیں دیا جائیگا، اگرچہ لغت میں اسے بدعت کہا جاتا ہے، لیکن وہ دین میں بدعت نہیں ہونگے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچنے کا کہا ہے.

اور پھر دین میں بالکل کوئی بدعت حسنہ ہو ہی نہیں سکتی " اھـ

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (2 / 291).

دوسرا جزء:

بدعت کی اقسام:

بدعت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

بدعت مکفرہ.

دوسری قسم:

بدعت غیر مکفرہ.

اگر آپ کہیں کہ بدعت مکفرہ اور غیر مکفرہ کیا ہے ؟

تو اس کا جواب یہ ہے:

شیخ حافظ الحکمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بدعت مکفرہ یعنی کفریہ بدعت کی تعریف یہ ہے کہ: جس کسی نے بھی کسی ایسے امر کا انکار کیا جو متفق علیہ ہے اور شریعت سے متواتر ثابت ہے اور دین میں جس کا معلوم ہونا ضروری ہے، چاہے وہ کسی فرض کا انکار ہو، یا پھر کسی ایسی چیز کو فرض کرنا جو فرض نہ تھی، یا حرام کو حلال کرنا، یا حلال کو حرام کر لینا، یا پھر جس سے اللہ منزہ ہے یا کتاب میں اس کی تنزیہ بیان ہوئی ہے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنزیہ کی ہے چاہے وہ اثبات ہو یا نفی اس کا اعتقاد رکھنا، کیونکہ اس میں کتاب اور اس کے رسول کی تکذیب ہوتی ہے.

مثلا جہمیہ کا اللہ کی صفات سے انکار کرنا، اور قرآن مجید کو اللہ کی مخلوق ماننا، یا اللہ کی کوئی صفت مخلوق ماننا، اور اسی طرح قدریہ فرقہ کی بدعات مثلا اللہ کے علم اور اس کے افعال کا انکار، اور اسی طرح مجسمہ فرقہ جو اللہ تعالی کو مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں کی بدعات وغیرہ.

دوسری قسم:

بدعت غیر مکفرہ یعنی بدعت غیر کفریہ:

اس کی تعریف یہ ہے کہ: جس سے کتاب کی تکذیب لازم نہ آئے اور نہ ہی اللہ کے رسولوں کے لائے ہوئے دین کی تکذیب لازم آتی ہو.

مثلا: مروانی فرقہ کی بدعات ۔ جن کو کبار صحابہ کرام نے برا کہا اور انہیں اس سے روکا اور نہ ہی ان کے ان اعمال کا اقرار کیا اور نہ ہی انہیں اس کی بنا پر کافر قرار دیا اور نہ ہی انہوں نے اس کی بنا پر ان کی بیعت کرنے سے ہاتھ کھینچا ۔ مثلا: کچھ نمازوں کو میں تاخیر کر کے آخر وقت میں ادا کرنا، اور نماز عید سے قبل ہی خطبہ عید دینا، اور جمعہ وغیرہ کے خطبہ میں ان کا بیٹھنا "

دیکھیں: معارج القبول (2 / 503 ـ 504).

تیسرا جزء:

بدعت کا ارتکاب کرنے والے کا حکم آیا وہ کافر ہے یا نہیں ؟

اس کے جواب میں تفصیل ہے:

اگر تو بدعت مکفرہ ہے تو اس میں دو حالتیں ہونگی:

پہلی حالت:

یہ معلوم ہو جائے اس سے اس کا مقصد دین کے اصول و قواعد کو ختم کرنا اور اہل اسلام میں شك پیدا کرنا ہے تو یہ شخص قطعی طور پر کافر ہو گا، بلکہ وہ شخص دین سے اجنبی ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور وہ دین کا دشمن ہے.

دوسری حالت:

وہ اس کے دھوکہ میں ہو اور اس پر وہ معاملہ خلط ملط ہو تو ایسے شخص کو دلائل و حجت دیکر اس کا الزام کرانے کے بعد کافر قرار دیا جائیگا.

اور اگر بدعت غیر مکفرہ ہو تو وہ شخص کافر نہیں ہو گا بلکہ اپنے اسلام پر باقی ہے لیکن اس نے عظیم برائی کا ارتکاب ضرور کیا ہے.

اگر آپ یہ کہیں کہ بدعتیوں کے ساتھ ہمیں کیا سلوك کرنا چاہیے ؟

تو جواب یہ ہے:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" دونوں قسموں ہمارے لیے واجب و ضروری ہے کہ ہم ان لوگوں کو جو اسلام کی طرف منسوب ہیں لیکن وہ بدعت مکفرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ بھی انہیں حق کی دعوت دیں؛ اور ان میں جو بدعات پائی جاتی ہیں ان پر حملہ کرنے کی بجائے ان کے سامنے حق واضح کریں اور حق بیان کریں، لیکن اگر وہ تکبر کرتے ہوئے حق قبول کرنے سے انکار کر دیں تو پھر ہم ان میں جو کچھ ہے اسے بیان کریں.

فرمان باری تعالی ہے:

اور تم ان لوگوں کو برا مت کہو جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں، تو وہ دشمنی میں آکر بغیر علم کے اللہ کو برا کہنے لگیں گے .

اس لیے جب آپ ان میں عناد و تکبر پائیں تو پھر ہم ان کے باطل کو بیان کرینگے کیونکہ ان کے باطل کو بیان کرنا واجب ہو جائیگا.

لیکن ان کے ساتھ بائیکاٹ کرنا، تو یہ ان کی بدعت پر موقوف ہو گا، اگر تو ان کی بدعت مکفرہ ہے یعنی کفریہ بدعت ہے تو ان سے بائیکاٹ کرنا واجب ہو جائیگا، لیکن اگر بدعت مکفرہ نہیں تو پھر ہم ان سے بائیکاٹ نہیں کرینگے؛ لیکن اگر ان سے بائیکاٹ کرنے میں مصلحت پائی جائے تو بائیکاٹ کرینگے.

اور اگر اس میں کوئی مصلحت نہ ہو، یا پھر بائیکاٹ کرنے سے وہ اور زیادہ برائی اور زیادتی کا شکار ہو تو ہم بائیکاٹ نہیں کرینگے؛ کیونکہ جس میں کوئی مصلحت نہ پائی جائے اس کا ترک کرنا ہی مصلحت ہے.

اور اس لیے بھی کہ اصل میں مومن کے ساتھ بائیکاٹ اور قطع تعلقی کرنا حرام ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کسی بھی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق ختم کرے " اھـ

ماخوذ از: مجموع فتاوی ابن عثیمین (2 / 293) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

دوسری شق:

شرک اور اس کی اقسام، اور ہر قسم کی تعریف.

شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

شرک کی تو قسمیں ہیں:

1 ۔ شرک اکبر جو دین اسلام سےخارج کر دیتا ہے.

2 ۔ شرک اصغر جو اس سے کم ہو اور اسلام سے خارج نہ کرے.

پہلی قسم:

شرک اکبر یہ ہے کہ:

" ہر وہ شرک جس کا شارع نے اطلاق کیا ہو جس سے انسان اپنے دین سے خارج ہو جاتا ہے "

مثلا: عبادت کی کسی بھی قسم کو غیر اللہ کے لیے جائز سمجھنا، یعنی غیر اللہ کے لیے نماز پڑھنا، یا غیر اللہ کے لیے روزہ رکھنا، یا غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا، اور اسی طرح اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا بھی شرک اکبر ہے، مثلا کسی قبر والے سے فریاد کی جائے اور اسے پکارا جائے، یا کسی غائب کو ایسے امر میں مدد کرنے کے لیے پکارا جائے جس پر اللہ کے علاوہ کوئی قدرت نہ رکھتا ہو.

دوسری قسم: شرک اصغر:

یہ ہر قولی عمل یا فعلی عمل ہے جس پر شریعت نے شرک کے وصف کا اطلاق کیا ہے، لیکن یہ مخرج عن الملۃ نہیں یعنی ایسا کرنے سے دین سے خارج نہیں ہو گا مثلا: غیر اللہ کی قسم اٹھانا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے بھی غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر یا شرک کیا "

لہذا غیر اللہ کی قسم اٹھانے والے کا اگر یہ اعتقاد نہ ہو کہ اس کی بھی عظمت اس طرح ہے جس طرح اللہ کی عظمت ہے تو وہ مشرک اور شرک اصغر کا مرتکب ٹھرےگا، چاہے جس کی قسم اٹھائی جا رہی ہے وہ انسانوں میں قابل تعظیم ہو یا قابل تعظیم نہ اس لیے نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم اٹھانی جائز ہے اور نہ ہی کسی سردار اور بادشاہ کی اور نہ کعبہ کی اور نہ جبریل کی کیونکہ یہ شرک ہے، لیکن یہ شرک اصغر کہلائیگا اس سے دین اسلام سے خارج نہیں ہو گا.

شرک اصغر کی انواع میں ریاء کاری شامل ہے، ریاء یہ ہے کہ کوئی عمل اللہ کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھلانے کے لیے کیا جائے.

عبادت کو تباہ اور باطل کرنے کے اعتبار سے ریاء کی دو قسمیں ہیں:

پہلی:

ریاء کاری اصل عبادت میں ہو، یعنی جو وہ عبادت کر رہا ہے وہ صرف ریاء کے لیے ہی ہو تو اس کا یہ عمل باطل اور مردود ہو گا؛ کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے:

اللہ تعالی کا فرمان ہے: میں شرک کرنے والوں کے شرک سے غنی ہوں، جس کسی نے بھی کوئی عمل کیا اور میرے ساتھ اس میں کسی دوسرے کو بھی شریک کیا تو میں اس کے عمل اور اس کے شرک کو چھوڑ دونگا قبول نہیں کرونگا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (2985).

دوسری:

عبادت میں ریاء اچانك پیدا ہو جائے، یعنی عبادت اصل میں اللہ کے لیے ہو لیکن اس میں اچانك ریاء پیدا ہو جائے اس کی دو قسمیں ہیں:

اول:

وہ اس ریاء کو ختم اور دور کر دے، تو یہ اسے کوئی نقصان نہیں دیگی اس کی مثال درج ذیل ہے:

ایك شخص نے ایك رکعت نماز ادا کر لی اور دوسری رکعت شروع کی تو کچھ لوگ آ گئے تو نمازی کےدل میں کچھ آ گیا کہ وہ رکوع یا سجود لمبا کر لے، یا پھر جان بوجھ کر رونے لگے یا اس طرح کا کوئی اول عمل اگر تو وہ اس کو دور اور ختم کر دے تو یہ اسے کوئی نقصان و ضرر نہیں دیگا، کیونکہ اس نے جہاد اور کوشش کی ہے، اور اگر وہ اس میں بہہ جائے اور اسی طرح جاری رکھے تو ہر وہ عمل جس میں ریاء ہو وہ باطل ہے، مثلا اگر اس نے قیام لمبا کیا اور سجدہ لمبا کیا یا لوگوں کو دیکھتے ہی رونےلگے تو یہ سب اس کے عمل کو باطل کر دینگے، لیکن کیا یہ اس کے سارے عمل کو باطل کر دیگا یا نہیں ؟

ہم کہینگے: اس میں دو حالتیں ہیں:

پہلی:

عبادت کا آخر عبادت کے شروع پر مبنی ہو اور آخری حصہ فساد پر ہو تو یہ ساری عبادت ہی فاسد ہو گی، یہ نماز کی مثل ہے مثلا نماز کا آخر فاسد ہونا اور نہ ہی اس کا اول فاسد ہونا ممکن ہے لہذا نماز ساری ہی باطل ہو گی.

دوسری حالت:

عبادت کا اول حصہ آخری حصہ سے منفصل اور علیحدہ ہو وہ اس طرح کہ پہلا حصہ صحیح ہو لیکن آخری صحیح نہ ہو، لہذا جو ریاء سے پہلے والی عبادت ہے وہ صحیح ہو گی اور جو ریاء کے بعد والی ہے وہ باطل ہو گی.

اس کی مثال یہ ہے کہ: ایك شخص کے پاس سو ریال ہیں تو وہ صحیح اور خالص نیت کے ساتھ پچاس ریال صدقہ کرتا ہے، اور پھر باقی پچاس ریال ریاء کی نیت سے صدقہ کرتا ہے تو پہلے پچاس ریال کے صدقہ والی عبادت قبول ہو گی، اور دوسری مقبول نہیں کیونکہ اس کا آخر پہلی سے علیحدہ ہے " اھ

دیکھیں: مجموع فتاوی و رسائل ابن عثیمین اور القول المفید شرح کتاب التوحید (1 / 114) طبعہ اولی.

واللہ اعلم .